S-2002-1-697-702

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2002 ایس یو پی پی 1 ایس سی آر

لیکشمن

بنام۔

ریاست مہاراشٹرا

27 اگست 2002

جی بی پٹنائک، ایم بی شاہ، ڈوریسوامی راجو، ایس این واریاوا اور ڈی ایم دھرمادھیکاری، جسٹسز۔

قانون شہادت ایکٹ، 1872 - دفعہ 32 - بیان نزاع - طبی تصدیق کی عدم موجودگی میں اس بات کی ثبوت کی تصدیق کہ متوفی بیان نزاع کرنے کے لیے ذہنی طور پر موزوں تھا - منعقد، جہاں گواہوں کی گواہی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیان کنندہ بیان دینے کے لیے موزوں تھا، اس طرح کے بیان پر اگر رضا کارانہ اور سچا ہو تو عمل کیا جا سکتا ہے۔

متوفی کے بیان نزاع، مجسٹریٹ کے ثبوت جس کے سامنے بیان دیا گیا تھا اور ڈاکٹر کے سٹیفکیٹ پر انحصار کرتے ہوئے، اپیل کنندہ ملزم کو نیچے کی عدالتوں نے مجرم قرار دیا تھا۔

اس عدالت کے اپیل کنندہ کو اپیل میں، پاپرمبا کا روز ما کے مقدمے پر بھروسہ کرتے ہوئے، دلیل دی کہ مرنے کا اعلامیہ قابل اعتماد نہیں تھا کیونکہ ڈاکٹر نے اس اثر کی تصدیق نہیں کی تھی کہ مریض بیان دینے کے لیے ذہنی حالت میں تھا۔ جواب دہندہ نے کولی چنلال ساوجی کے معاملے پر بھروسہ کرتے ہوئے دعوی کیا کہ اس طرح کی تصدیق کی عدم موجودگی میں بیان نزاع کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اگر ریکارڈ پر موجود مواد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ متوفی ہوش میں تھا اور بیان دینے کے قابل تھا۔ چونکہ فریقین کے دو فیصلے ایک دوسرے سے متصادم تھے، اس لیے بیان نزاع کی اعتمادیت کا سوال آئینی بنچ کو بھیجا گیا۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1. عام طور پر عدالت یہ مطمئن کرنے کے لیے کہ آیا متوفی صحت مند ذہنی حالت میں تھا، بیان نزاع طبی رائے تک پہنچتا ہے۔ لیکن جہاں عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ متوفی اعلان کرنے کے لیے تندرست اور ہوش میں تھا، طبی رائے غالب نہیں آئے گی، اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ ڈاکٹر کی طرف سے اس کے بارے میں کوئی تصدیق نہیں ہے۔ بیان کنندہ کے دماغ کی تندرستی، بیان نزاع قابل قبول نہیں ہے۔ بیان نزاع زبانی یا تحریری ہو سکتا ہے اور مواصلات کے کسی بھی مناسب طریقے سے ہو سکتا ہے، چاہے الفاظ کے ذریعے ہو یا علامات کے ذریعے یا دوسری صورت میں، بشرطیکہ اشارہ مثبت اور قطعی ہو۔ تاہم، زیادہ تر معاملات میں، اس طرح کے بیانات موت سے پہلے زبانی طور پر دیے جاتے ہیں اور مجسٹریٹ یا ڈاکٹر یا پولیس افسر جیسے کسی شخص کے ذریعے لکھے جاتے ہیں۔ جب یہ ریکارڈ کیا جاتا ہے، تو کوئی قسم ضروری نہیں ہے اور نہ ہی مجسٹریٹ کی موجودگی بالکل ضروری ہے،

حالانکہ صداقت کو یقینی بنانے کے لیے مجسٹریٹ کو فون کرنا معمول ہے، اگر مرنے والے شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کے لیے دستیاب ہو۔ قانون کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ مجسٹریٹ کو بیان نزاع لازمی طور پر دیا جانا چاہیے اور جب ایسا بیان مجسٹریٹ کے ذریعے ریکارڈ کیا جاتا ہے تو اس طرح کی ریکارڈنگ کے لیے کوئی مخصوص قانونی فارم نہیں ہوتا ہے۔ نتیجتاً، اس طرح کے بیان کے ساتھ کون سی ثبوت کی قدر یا وزن منسلک ہونا ضروری ہے اس کا انحصار ہر مخصوص معاملے کے حقائق اور حالات پر ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بیان نزاع ریکارڈ کرنے والے شخص کو مطمئن ہونا چاہیے کہ متوفی ذہنی حالت میں تھا۔ جہاں مجسٹریٹ کی گواہی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیان کنندہ ڈاکٹر کے ذریعے جانچ پڑتال کے بغیر بھی بیان دینے کے لیے موزوں تھا، تو بیان پر عمل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ عدالت بالآخر اسے رضا کارانہ اور سچا قرار دے۔ ڈاکٹر کی طرف سے تصدیق لازمی طور پر احتیاط کا ایک قاعدہ ہے اور اس لیے اعلامیے کی رضا کارانہ اور سچی نوعیت کو دوسری صورت میں قائم کیا جاسکتا ہے۔ (700-ایف، جی، ایچ؛ 701-اے، بی، سی)

2. یہ ایک انتہائی تکنیکی نظریہ ہے کہ ڈاکٹر کی تصدیق کا اثر یہ تھا کہ مریض ہوش میں ہے اور اس بات کی کوئی تصدیق نہیں تھی کہ مریض ذہنی طور پر تندرست ہے، خاص طور پر جب مجسٹریٹ نے اپنے ثبوت میں واضح طور پر ان سوالات کی نشاندہی کی جو اس نے مریض سے پوچھے تھے اور جو جوابات ملے تھے ان سے وہ مطمئن تھا کہ مریض ذہنی طور پر تندرست تھا جس کے بعد اس نے بیان نزاع ریکارڈ کیا۔ (702-ڈی)

کولی چنلال ساوجی اور دیگر بنام ریاست گجرات، (1999) 9 ایس سی سی 562 نے تصدیق کی۔

پاپرمبکا روزما اور دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش، (1999) 7 ایس سی سی 695، کو مسترد کر دیا گیا۔

روی چندر بنام ریاست پنجاب، (1998) 9 ایس سی سی 303 اور ہرجیت کور بنام ریاست پنجاب، (1999) 6 ایس سی سی 545، حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 2001 کی فوجداری اپیل نمبر 608۔

1994 کے نمبر 288 میں بمبئی عدالت عالیہ کے اکتوبر 1999 کے فیصلے اور حکم سے۔

ایس مرلی دھر، اپیل کنندگان کے وکیل (اے سی)۔

جواب دہندہ کی طرف سے یو یوللت، این وی راگھوپتی، روی ایڈ سور اور ایس ایس شندے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

پٹنائک، جسٹس: اس فوجداری اپیل میں، ملزم اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم متوفی کے بیان نزاع پر مبنی ہے جو عدالتی مجسٹریٹ (پی ڈبلیو 4) نے ریکارڈ کیا تھا۔ فاضل سیشن جج کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے متوفی کے ذریعے کیے گئے آخری بیان کو سچا، رضا کارانہ اور قابل اعتماد قرار دیا۔ مجسٹریٹ نے اپنے ثبوت میں کہا تھا کہ اس نے ڈیوٹی پر موجود میڈیکل آفیسر کے بذریعے مریض سے رابطہ کیا تھا اور مریض سے کچھ سوالات کرنے کے بعد یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا وہ بیان دے سکی؛ کیا اسے آگ لگادی گئی تھی؛ کیا وہ ہوش میں تھی اور بیان دینے کے قابل تھی اور مطمئن ہونے پر اس نے متوفی کا بیان ریکارڈ کیا۔ ڈاکٹر کا ایک

سٹیفکیٹ تھا جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مریض ہوش میں تھا۔ عدالت عالیہ نے مجسٹریٹ کے شواہد کے ساتھ ساتھ ریکارڈ پر موجود دیگر حالات کے ساتھ مجسٹریٹ کے ذریعے ریکارڈ کیے گئے بیان نزاع پر ڈاکٹر کے سٹیفکیٹ پر غور کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ متوفی چندرکلا جسمانی اور ذہنی طور پر فٹ تھا اور اس طرح بیان نزاع پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ جب بمبئی عدالت عالیہ کے اورنگ آباد بنچ کے فیصلے کے خلاف اپیل اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ کے سامنے رکھی گئی تو اپیل کنندہ کے وکیل نے پاپرمبکا روزما اور دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش، (1999) 7 ایس سی سی 695 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا اور دلیل دی کہ چونکہ ڈاکٹر کی تصدیق کا یہ اثر نہیں تھا کہ مریض بیان دینے کے لیے ذہنی حالت میں تھا، اس لیے بیان نزاع عدالت کے ذریعے قبول نہیں کیا جا سکتا تھا تاکہ اثباتِ جُرم کی واحد بنیاد بن سکے۔ ریاست کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل کی جانب سے کولی چنلال ساوجی اور دیگر بنام ریاست گجرات، (1999) 9 ایس سی سی 562 معاملے میں اس عدالت بنام ایک اور تین ججوں کی بنچ کا فیصلہ پر انحصار کیا گیا تھا جس میں اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ اگر ریکارڈ پر موجود مواد سے پتہ چلتا ہے کہ متوفی مکمل طور پر ہوش میں تھا اور بیان دینے کے قابل تھا، تو اس طرح ریکارڈ کیے گئے متوفی کے بیان نزاع کو صرف اس وجہ سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ڈاکٹر نے اس بات کی توثیق نہیں کی تھی کہ متوفی ذہنی حالت میں تھا کہ وہ سوال میں بیان دے سکے۔ چونکہ تین فاضل ججوں کی دو بنچوں کے ذریعے ظاہر کیے گئے مذکورہ بالا دو فیصلے کسی حد تک متضاد تھے، اس لیے بنچ نے 27.7.2002 کے بحکم ذریعے سوال کو آئینی بنچ کو بھیج دیا۔

شروع میں ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ ہم صرف اس عدالت کے مذکورہ بالا تین ججوں کے بنچ کے فیصلے کے درمیان نام نہاد تنازعہ کو حل کر رہے ہیں، جس کے بعد فوجداری اپیل جسٹس ایم بی شاہ کی صدارت والے بنچ کے سامنے رکھی جائے گی جس نے معاملہ آئینی بنچ کو بھیج دیا تھا۔ اس لیے ہم کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے ریکارڈ پر موجود شواہد کی جانچ پڑتال سے گریز کر رہے ہیں اور ہم اپنے تحفظات کو مذکورہ بالا دو فیصلوں کی درستگی تک محدود کر رہے ہیں۔

بیان نزاع کی قبولیت کے حوالے سے قانونی نظریہ یہ ہے کہ اس طرح کا بیان انتہائی حد تک کیا جاتا ہے، جب فریق موت کے مقام پر ہوتا ہے اور جب اس دنیا کی ہر امید ختم ہو جاتی ہے، جب جھوٹ کا ہر مقصد خاموش ہو جاتا ہے، اور انسان کو صرف سچ بولنے کے لیے انتہائی طاقتور غور سے آمادہ کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود، بہت سے حالات کے وجود کی وجہ سے شواہد کی اس نوع کو دیے جانے والے وزن پر غور کرنے میں بہت احتیاط برتی جانی چاہیے جو ان کی سچائی کو متاثر کر سکتے ہیں۔ جس صورت حال میں آدمی موت کے بستر پر ہوتا ہے وہ بہت سنجیدہ اور پر سکون ہوتا ہے، یہی قانون میں اس کے بیان کی صداقت کو قبول کرنے کی وجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حلف اور جرح کے تقاضوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ چونکہ ملزم کے پاس جرح کا کوئی اختیار نہیں ہے، اس لیے عدالت کا اصرار ہے کہ بیان نزاع اس نوعیت کا ہونا چاہیے جس سے عدالت کو اس کی سچائی اور درستگی پر مکمل اعتماد پیدا ہو۔ تاہم عدالت کو ہمیشہ یہ دیکھنے کے لیے محتاط رہنا پڑتا ہے کہ متوفی کا بیان ٹیوشن یا اشتعال انگیزی یا تخیل کی پیداوار کا نتیجہ نہیں تھا۔ عدالت کو یہ بھی فیصلہ کرنا چاہیے کہ متوفی ذہنی طور پر فٹ تھا اور اسے حملہ آور کا مشاہدہ کرنے اور اس کی شناخت کرنے کا موقع ملا۔ عام طور پر، اس لیے، عدالت اس بات کو مطمئن کرنے کے لیے کہ آیا متوفی فٹ ذہنی حالت میں تھا تاکہ بیان نزاع طبی رائے تک پہنچ سکے۔ لیکن جہاں عینی

شاہدین کا کہنا ہے کہ متوفی اعلان کرنے کے لیے فٹ اور ہوش میں تھا، طبی رائے غالب نہیں آئے گی، اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ بیان کنندہ کے دماغ کی فٹنس کے بارے میں ڈاکٹر کی طرف سے کوئی تصدیق نہیں ہے، اس لیے بیان نزاع قابل قبول نہیں ہے۔ بیان نزاع زبانی یا تحریری طور پر اور مواصلات کے کسی بھی مناسب طریقے سے ہو سکتا ہے چاہے وہ الفاظ کے ذریعے ہو یا اشاروں کے ذریعے یا بصورت دیگر کافی ہو بشرطیکہ اشارہ مثبت اور قطعی ہو۔ تاہم، زیادہ تر معاملات میں، اس طرح کے بیانات موت سے پہلے زبانی طور پر دیے جاتے ہیں اور اسے مجسٹریٹ یا ڈاکٹر یا پولیس افسر جیسے کسی شخص کے ذریعے لکھنے تک محدود کر دیا جاتا ہے۔ جب یہ ریکارڈ کیا جاتا ہے، تو کوئی قسم ضروری نہیں ہے اور نہ ہی مجسٹریٹ کی موجودگی بالکل ضروری ہے، حالانکہ صداقت کو یقینی بنانے کے لیے مجسٹریٹ کو فون کرنا معمول ہے، اگر مرنے والے شخص کا بیان ریکارڈ کرنے کے لیے دستیاب ہو۔ قانون کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ مجسٹریٹ کے سامنے بیان نزاع لازمی طور پر کیا جانا چاہیے اور جب ایسا بیان مجسٹریٹ کے ذریعے ریکارڈ کیا جاتا ہے تو اس طرح کی ریکارڈنگ کے لیے کوئی مخصوص قانونی فارم نہیں ہوتا ہے۔ نتیجتاً، اس طرح کے بیان کے ساتھ کون سی ثبوت کی قدر یا وزن منسلک ہونا ضروری ہے اس کا انحصار ہر مخصوص معاملے کے حقائق اور حالات پر ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بیان نزاع ریکارڈ کرنے والے شخص کو مطمئن ہونا چاہیے کہ متوفی ذہنی حالت میں تھا۔ جہاں مجسٹریٹ کی گواہی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیان کنندہ ڈاکٹر کے ذریعے جانچ پڑتال کے بغیر بھی بیان دینے کے لیے موزوں تھا، تو بیان پر عمل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ عدالت بالآخر اسے رضاکارانہ اور سچا قرار دے۔ ڈاکٹر کی طرف سے تصدیق لازمی طور پر احتیاط کا ایک قاعدہ ہے اور اس لیے اعلامیے کی رضاکارانہ اور سچی نوعیت کو دوسری صورت میں قائم کیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ اصول کو ذہن میں رکھتے ہوئے، آیئے اب عدالت کے ان دو فیصلوں کا جائزہ لیں جنہوں نے بنچ کو آئینی بنچ کو حوالہ دینے پر آمادہ کیا۔ پاپرمبکا روزما اور دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش، (1999) 7 ایس سی سی 695 زیر بحث بیان نزاع جوڈیشل مجسٹریٹ نے ریکارڈ کیا تھا اور مجسٹریٹ نے نوٹ کیا تھا کہ بیان کنندہ کی طرف سے سوالات کے جوابات کی بنیاد پر وہ مطمئن ہے کہ متوفی بیان کرنے کے لیے ذہنی حالت میں ہے۔ ڈاکٹر نے اس اثر کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ منسلک کیا تھا کہ بیان ریکارڈ کرتے وقت مریض ہوش میں تھا، پھر بھی عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ بیان نزاع کو درست اور حقیقی کے طور پر قبول کرنا محفوظ نہیں ہوگا اور یہ اس وقت کیا گیا جب زخمی ذہنی حالت میں تھا کیونکہ ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ صرف اس اثر پر تھا کہ بیان ریکارڈ کرتے وقت مریض ہوش میں ہے۔ قانون میں مذکورہ بالا نتیجے کے علاوہ عدالت نے بھی سنگین خامیاں پائی تھیں اور بالآخر مجسٹریٹ کی طرف سے درج کردہ بیان نزاع کو قبول نہیں کیا۔ اس عدالت کے مؤخر الذکر فیصلے میں کولی چنلال ساوجی اور دیگر بنام ریاست گجرات، (1999) 9 ایس سی سی 562 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ حتمی امتحان یہ ہے کہ آیا بیان نزاع کو سچا قرار دیا جا سکتا ہے اور رضاکارانہ طور پر دیا جا سکتا ہے۔ مزید کہا گیا کہ بیان ریکارڈ کرنے سے پہلے متعلقہ افسر کو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ بیان دینے والا قابل حالت میں تھا۔ عدالت نے پہلے کے فیصلے پر بھروسہ کیا۔ روی چندر بنام ریاست پنجاب، (1998) 9 ایس سی سی 303 میں جس میں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ ڈاکٹر کے ذریعے جانچ نہ کرنے کے لیے ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے ذریعے درج کردہ بیان نزاع اور زبانی طور پر کیے گئے بیان نزاع پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجسٹریٹ ایک غیر جانبدار گواہ ہونے کے ناطے اور ایک ذمہ دار افسر ہونے کے ناطے اور اس بات پر مشتبہ کے

لیے کوئی حالات یا مواد نہ ہونے کی وجہ سے کہ مجسٹریٹ کو ملزم کے خلاف کوئی دشمنی تھی یا وہ کسی بھی طرح سے بیان نزاع من گھڑت بنانے میں دلچسپی رکھتا تھا، مجسٹریٹ کے ذریعے درج کردہ بیان پر شک کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔

عدالت نے مذکورہ مقدمے میں بھی ہرجیت کور بنام ریاست پنجاب (1999) 6 ایس سی سی 545 مقدمے میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا جس میں مجسٹریٹ نے اپنے ثبوت میں کہا تھا کہ اس نے ڈاکٹر سے اس بات کا پتہ لگایا تھا کہ آیا وہ بیان دینے کے لیے موزوں حالت میں ہے اور اس سلسلے میں توثیق حاصل کی تھی اور صرف اس وجہ سے کہ بیان پر توثیق نہیں کی گئی تھی بلکہ درخواست پر بیان نزاع کو کسی بھی طرح سے مشکوک نہیں بنائے گا۔ پہلے ہی اشارہ کردہ وجوہات کی بناء پر، ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ اس عدالت کے مشاہدات پاپر مبکا روز ما اور دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش، (1999) 7 ایس سی سی 695 میں ہیں اس اثر کے لیے کہ "طبی تصدیق کی عدم موجودگی میں کہ بیان کرتے وقت زخمی ذہنی طور پر تندرست تھا، مجسٹریٹ کے ابہامی اطمینان کو قبول کرنا بہت زیادہ خطرناک ہوگا جس نے رائے دی تھی کہ بیان کرتے وقت زخمی ذہنی طور پر تندرست تھا" بہت وسیع پیمانے پر بیان کیا گیا ہے اور یہ قانون کا صحیح بیان نہیں ہے۔ یہ درحقیقت ایک حد سے زیادہ فنی وضاحت کی ضرورت ہے کہ ڈاکٹر کی تصدیق اس اثر کے لیے تھی کہ مریض ہوش میں ہے اور اس بات کی کوئی تصدیق نہیں تھی کہ مریض ذہنی طور پر فٹ ہے، خاص طور پر جب مجسٹریٹ نے اپنے ثبوت میں واضح طور پر ان سوالات کی نشاندہی کی جو اس نے مریض سے پوچھے تھے اور جو جوابات ملے تھے ان سے مطمئن تھا کہ مریض ذہنی طور پر فٹ تھا، جس کے بعد اس نے مرنے کا اعلان ریکارڈ کیا۔ لہذا، اس عدالت کا فیصلہ پاپر مبکا روز ما اور دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش، (1999) 7 ایس سی سی 695 کو صحیح طریقے سے فیصلہ نہیں کیا جانا چاہیے اور ہم کولی چنلال ساوجی اور دیگر بنام ریاست گجرات، (1999) 9 ایس سی سی 562 مقدمے میں اس عدالت کی طرف سے مقرر کردہ قانون کی تصدیق کرتے ہیں۔

فوجداری اپیل کے ریکارڈ اب شاہ جے کی صدارت والی بنچ کے سامنے رکھے جاسکتے ہیں جس عدالت سے حوالہ دیا گیا ہے۔

کے۔ کے۔ ٹی۔

جسٹس شاہ بنچ کا حوالہ دیا گیا۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:22
I am the author of this document